قطعہ اشعار عالم

سال اخراالعمل

موتی چک دو رنگ ۱۹۰۶

خُطبۂ استقبالیہ

میاں امیر الدّین ایم ایل اے

صدرِ مجلسِ استقبالیہ

مغربی پاکستان مُسلم لیگ ورکرز کانفرنس

۲۵،۲۴ نومبر ۱۹۵۶ء باغ بیرون موچی دروازہ لاہور

میں پڑھا گیا

خطبۂ استقبالیہ

میاں امیرالدین ایم، ایل، اے

ooo

مغربی پاکستان مُسلم لیگ ورکرز کانفرنس

بتاریخ ۲۳، ۲۴ نومبر باغ بیرون موچی دروازہ

لاہور

جنابِ صدر! مندوبین و کارکنانِ مسلم لیگ!

السلام علیکم

لاہور کے اس تاریخی شہر میں آپ حضرات کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے۔ اور میں اپنی اور ارکان مجلس استقبالیہ کی طرف سے آپ لوگوں کا دل کی گہرائیوں اور خلوص بے پایاں کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور اجازت چاہتا ہوں کہ شکر گزاری اور معذرت خواہی کی تمہید و تشبیت سے گذر کر سیدھا مقصد کی طرف آجاؤں۔ جب منزل متعین ہو چکی ہو اور "رحیلِ کارواں" کی آواز کانوں میں آرہی ہو اس وقت "حدیثِ بادہ و مینا و جام" کی نہ گنجائش ہے نہ ضرورت

○

جنابِ والا!

مسلم لیگ کے کارکنوں کا یہ اجتماع ایسے نازک وقت میں منعقد ہو رہا ہے جب کہ ایک طرف برطانیہ اور فرانس کی استعمار پرست اور سامراجی طاقتیں ملتِ اسلامیہ کی آزادی اور خود مختاری کو کچلنے پر تُلی ہوئی ہیں۔ اور دوسری طرف خود اپنے

ملک کی لادینی اور متحدہ قومیت کی وہ قوتیں جو دس سال قبل مسلم لیگ کے ہاتھوں بری طرح شکست کھا چکی تھیں۔ اب پاکستان کے تمام اصول اور نظریات اور اسلام کے اجتماعی تصورات پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت تاریخ کے اس پُر آشوب دور کو دہرا رہی ہے جس نے ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۲ء تک مسلمانانِ ہند کو ابتلا و آزمائش میں ڈالے رکھا۔ مگر آخرکار جس نے ان کے عروق مردہ میں نیا خون دوڑایا۔ اور اپنے خاکستر سے اک جہانِ نو کی بنیاد ڈالدی۔ آج طرابلس، اور سمرنا کے بجائے پورٹ سعید اور اسکندریہ کے مسلمانوں کی آہ وزاری مسلمانوں کو مضطرب و پریشان کئے ہوئے ہے۔ اور اگرچہ آج لارڈ ریڈنگ اور ہارڈنگ انگلستان کے نمائندوں کی حیثیت سے ہم پر حکمران نہیں ہیں۔ نہ جواہرلال نہرو اور گاندھی ہمارے مدمقابل نہیں۔ لیکن ان کی روح ہمارے اوپر اسی طرح منڈلا رہی ہے اور وہی تمام پرانی طاقتیں ہمارے خلاف نبرد آزما ہیں۔ جن کو ختم کر کے پاکستان کا وجود عمل میں آیا تھا۔

نہ ستیزہ گاہ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ شکن نئے
وہی فطرت اسد اللہی۔ وہی مرحبی وہی عنتری

اس اہم اور نازک وقت میں ملک کو پھر اس قیادت کی ضرورت ہے جو اسلام کے ملّی تصورات اور اس کے اجتماعی نظام سے ہمدردی رکھتی ہو اور نیل کے ساحل سے لیکر کاشغر اور قسطنطنیہ سے کراچی اور انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی عالمگیر مسلم قومیت کی علمبردار اور جس کے تمام عزائم مسلمانوں کی خواہشات اور تخیلات کا عکس اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اس قسم کی قیادت کی ضرورت کو مسلم لیگ کے علاوہ اور کوئی جماعت پورا نہیں کر سکتی۔ اور اس کانفرنس کا بھی یہی مقصد ہے کہ مسلم لیگ کس طرح اپنا پرانا مقام اس ملک کے مسلمانوں کی قیادت کے لئے پھر حاصل کر سکتی ہے؟

یہ سوال جس قدر اہم ہے اسی قدر مشکل ہے۔ اس کے صحیح جواب کے حصول کے

لئے کافی فراخ حوصلگی اور جرأت کی ضرورت ہے۔ ہم اگر ایک روشن مستقبل کی بنیاد رکھنی ہے تو اپنے ماضی اور حال پر پوری ہمت اور صداقت کے ساتھ تنقید اور احتساب ناگزیر ہے۔ ہم آج یہاں اس لئے جمع ہیں کہ اپنے ماضی کے ہر اس گوشہ کو تلاش کریں جو ہماری لغزشوں اور کمزوریوں سے داغدار ہے۔ اور اپنی اور اپنے رہنماؤں کی ہر غلطی اور کمزوری کو ظاہر کریں، جس نے مسلم لیگ کی قیادت سے ملک کو محروم کر دیا۔ اگر آج ہم نے اپنے فرض میں کوتاہی کی اور چند عہدوں کی خاطر رہنماؤں سے خوف کھا کر حق بات کو چھپایا تو یقین کیجئے مسلم لیگ اس دلدل سے کبھی نہیں نکل سکتی۔ جس میں خود ہماری کوتاہیوں کی کی وجہ سے آج پھنس گئی ہے،

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مصر پر حملہ

مصر پر برطانیہ اور فرانس کے حملے نے جو نازک صورتِ حال پیدا کر دی ہے اس نے فطری طور پر پاکستان کے مسلمانوں کو بے چین و پریشان کر دیا ہے۔ ابھی الجیریا اور مراکش کے مسلمان فرانس کے وحشیانہ مظالم سے کراہ ہی رہے تھے کہ مصر خود مختاری اور آزادی کے اس دور میں بربریت اور وحشت کا شکار ہو گیا۔ مغربی طاقتوں نے مشرقِ وسطےٰ کو ہمیشہ اپنے تسلّط میں رکھنے کی غرض سے اسرائیل کی حکومت قائم کی اور پندرہ لاکھ کی آبادی میں سے ڈھائی لاکھ افراد کی باقاعدہ و منظم فوج تیار کی اور مصر کے خلاف اس کو جس طرح سے استعمال کرایا۔ وہ افرنگی سیاست کی تاریخ سے ہمیشہ ایک نہ مٹنے والے اور بدترین داغ کی حیثیت سے محفوظ رہے گا۔

مصر کا قصور صرف یہ ہے کہ:

★ اس نے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے خود کو فوجی حیثیت سے منظم کرنے کی کوشش کی اور جب مغربی طاقتوں کی طرف سے مایوسی ہوئی تو اس نے دوسرے ممالک سے ہتھیار خریدنا شروع کر دیئے،

مغربی طاقتیں یہ چاہتی ہیں کہ:

★ مشرق وسطےٰ میں سوائے اسرائیل کے کسی اور ملک کو مسلح نہ ہونے دیا جائے۔ یہ پالیسی خود غرضی اور تنگ نظری کا بدترین مظاہرہ تھی،

اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو عرب ممالک کسی کمیونسٹ کو اپنے حدود میں بھی داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ حتےٰ کہ ابنِ سعود نے چین کے مسلمانوں کو حج کی بھی اجازت نہ دی تھی آج وہ سب مغربی طاقتوں کے دشمن اور روس کے دوست ہیں۔ نہر سویز کا موجودہ جھگڑا اسی غلط پالیسی نے پیدا کیا ہے۔ تمام دُنیا نے نہر سویز پر مصر کے مالکانہ حقوق اور اس کو قومی ملکیت میں لانے کے اختیارات کو تسلیم کیا ہے۔ اور نہر سویز میں آزاد جہازرانی کو کوبھی مطلق کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن برطانیہ اور فرانس نے محض اپنے سامراجی عزائم اور مسلم دُنیا کو اپنے زیر اقتدار رکھنے کی غرض سے مصر کو اس وقت اپنے جارحانہ اقدام کا ہدف بنایا۔ جب کہ بین الاقوامی سطح پر یو۔ این۔ او میں گفت وشنید جاری تھی۔

مجھے سخت افسوس اور شرم کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ———

● پاکستان کے ارباب حکومت نے اس معاملے میں پاکستانی عوام کے جذبات کی بڑی غلط ترجمانی کی۔ مسلم عوام نے مصر کے خلاف ہر اقدام کو اپنے اوپر ایک

مغرب کاری اور پوری ملت اسلامیہ کی خودداری کے لئے ایک چیلنج تصور کیا۔ اور وہ مصر کی امداد اور حملہ آوروں کی مخالفت اور مذمت میں ہر امکانی ایثار اور جدوجہد کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مغرب کی شہنشاہیت پسند طاقتوں نے آج عرب دنیا کو شکست دیدی تو کل کو پاکستان اور دوسرے ممالک کی آزادی بھی محفوظ نہیں رہ سکتی ہے

یہاں کے مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہی جذبہ رہا ہے۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان مل کر اپنی ایک علیحدہ کامن ویلتھ بنائیں۔ جمال الدین افغانیؒ نے اس نصب العین کے لئے اپنی زندگی وقف کی اور اقبالؒ اس پیام کو اس طرح سناتے رہے ہے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر

مسلمانان پاکستان دوسری قوموں کے ساتھ مدافعتی اور فوجی معاہدات کے خلاف نہیں ہیں۔ اپنے ہمسایہ دشمن ممالک کے خطرات سے بچنے کے لئے اپنی فوجی طاقت کو بڑھانا کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ہرگز ہم ان قوموں سے کوئی معاہدہ یا کامن ویلتھ کا رشتہ قائم رکھنا نہیں چاہتے۔ جو ہمارے ہمسایہ مسلم ممالک کو اپنی حرص و آز کا شکار بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہماری حکومت اگر برطانیہ سے کسی ہمدردی اور دوستی کی توقع رکھتی ہے تو اس کی سخت نافہمی بلکہ خوش فہمی ہے۔ حضرت اقبالؒ کا یہ انتباہ آج بھی اسی طرح حقیقت کا آئینہ دار ہے، ے

چہ نادانی؟ امید غم گسار یہا از فرنگ است
دل شاہین نسوزد بہر آن مرغے کہ در چنگ است

مسٹر سہروردی کا یہ اعلان کہ پاکستان برطانیہ کے ساتھ بغداد پیکٹ اور کامن ویلتھ میں تمام تعلقات بدستور قائم رکھے گا۔ حیرت ناک بھی ہے۔ اور افسوسناک بھی ـــــ

بالخصوص جب کہ ان کی پارٹی کے لیڈر ان معاہدات کے خلاف بڑھ چڑھ کر آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ حیرت یہ ہے کہ مسٹر سہروردی برطانیہ و فرانس کے اقدامات کو جارحانہ اقدامات بھی تسلیم کرنے سے منکر ہیں۔ وہ ان تباہ کن حملوں کو صرف "بے جا" مداخلت سے تعبیر کرتے ہیں۔ عوام کے جذبات و احساسات کی مخالفت اتنی جرأت اور ڈھٹائی کے ساتھ شاید ہی حکومت کے کسی نمائندے نے آج تک کی ہو ۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

اور **جناب والا!** پاکستان کے وزیر خارجہ سر فیروز خان نون نے جو گل افشانیاں لندن کے ہوائی اڈے پر کی ہیں اس سے ہر پاکستانی کی گردن شرم سے جھک گئی ہے۔ ان کا یہ فرمانا کہ "یہودی اسرائیل کی حکومت اب ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔

پندرہ لاکھ یہودیوں کو سمندر میں نہیں پھینکا جا سکتا"۔۔۔۔۔۔

پوری مسلم قوم کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ ہے،

فیروز خان نون کی برطانیہ نوازی مشہور ہے۔ مگر ان کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ پاکستان کے نمائندہ ہو کر باہر جائیں تو اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کو پاکستان کے عوام کی طرف سے پیش کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ مصر اور نہر سویز کے معاملے میں پاکستانی حکومت بالخصوص مسٹر سہروردی اور فیروز خان نون کا طرزِ عمل مسلم قوم کی خواہشات اور احساسات کے بالکل مخالف اور متضاد ہے۔ جن خیالات کی یہ لوگ اشاعت کر رہے ہیں۔ عوام ان سے متنفر ہیں۔ اور اگر ان میں ایمان داری اور خودداری کا کوئی شائبہ بھی موجود ہے تو انھیں اپنے عہدوں سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ بات صاف یہ ہے کہ عوامی لیگ، ری پبلکن کی مرکزی مخلوط وزارت اُصولاً کسی بین الملّی مسلم اتحاد کے خلاف ہے۔ جس کی قیادت کی بنیاد وطنی اور ملکی حدود پر قائم شدہ متحدہ قومیت پر ہو۔ جو ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی مخالف اور مخلوط اور لادینی قسم کے طرز حکومت کی داعی ہو۔ جس کا عقیدہ یہ ہو کہ مسلم اور غیر مسلم ایک وطن کے حدود میں

رہنے کی وجہ سے ایک قوم ہیں۔ وہ وطن کے حدود سے باہر کے مسائل پر صرف وطنی اور ملکی نقطۂ نظر سے غور کرنے پر مجبور ہیں۔ ان میں پان اسلامزم کا جذبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ پاکستان کے مسلم عوام کو فریب دینے کی غرض سے وہ اپنے جماعتی پلیٹ فارم سے مسلم ممالک سے ہمدردی کے فرضی دعوے کرتے رہتے ہیں مگر جیسے ہی وہ عملی قدم اٹھاتے ہیں۔ ان کے چہرے کا نقاب خودبخود اٹھ جاتا ہے۔ اگر ری پبلکن پارٹی یا عوامی لیگ کو واقعی استعمار پرست طاقتوں سے نفرت اور مسلم ممالک سے ہمدردی ہے تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ ان دونوں جماعتوں کی مجلس عاملہ اب تک وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کے حالیہ اعلانات پر کیوں خاموش ہیں؟ ارباب حکومت کے موجودہ رویہ سے مجھے یہ خطرہ نظر آرہا ہے۔ کہ وہ پاکستان کو بین الاقوامی بساط سیاست پر سامراجی طاقتوں کا مہرہ بنا کر ایسی الجھنوں اور پیچیدگیوں میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ جن کا براہ راست نہ پاکستان سے تعلق ہے نہ کسی اسلامی مفاد سے اور جس کا نتیجہ لازمی طور سے پاکستان کے حق میں اچھا نہ نکلے گا۔

ہم حکومت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ

● "محض مغربی طاقتوں کی خوشنودی کے لئے
ہم کسی عالمی جنگ میں کودنے کو تیار نہیں"

پاکستان مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے ۱۶ نومبر کو خارجی پالیسی سے متعلق جو تجویز منظور کی ہے اس کا ہر پاکستانی خیر مقدم کرتا ہے۔ اس تجویز میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ

➤ "برٹش کامن ویلتھ سے پاکستان کا تعلق منقطع کریں اور بغداد پیکٹ سے برطانیہ کو علیحدہ کر دیں اور اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کریں۔"

اس تجویز کو پاس کر کے مسلم لیگ نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہی جماعت

ملک کے عوام کے دلوں کی دھڑکن اور ان کے جذبات کی صحیح ترجمان ہے۔

ماضی پر ایک نظر!

پاکستان کی جنگ میں حصّہ لینے والے رفیقو!

آئیے! آگے بڑھنے سے قبل گذری ہوئی راہوں اور چھوڑی ہوئی وادیوں پر ایک نظر ڈال لیں۔ مسلم لیگ کے دورِ اقتدار میں ہماری قیادت کی سب سے بڑی اور افسوس ناک غلطی ابتدا ہی سے یہ ہوئی کہ انھوں نے رفتہ رفتہ مسلم لیگ کے پرانے کارکنوں کو جن کے ایثار اور جدوجہد کی بدولت پاکستان کی ایک بیش بہا دولت ہم کو ملی تھی۔ نظرانداز کر کے ان تمام عناصر کو حکومت اور مسلم لیگ میں داخل کر دیا جو تقسیم ملک سے قبل آخری وقت تک پاکستان کی مخالفت اپنا فرض سمجھتے تھے، وہ یا تو انگریزوں کے کاسہ لیس تھے۔ یا ہندوؤں کے اشاروں پر رقص کرتے تھے۔ اس تنگ نظر اور کوتاہ اندیش پالیسی نے ایک طرف کارکنوں کو بددل اور جماعت کو کمزور کر دیا اور دوسری طرف ان لوگوں کو عوام پر مسلّط کر دیا۔ جو نہ مسلم لیگ کے اُصولوں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ نہ ملک سے ہی محبت اور نہ عوام کے درد اور تکالیف سے واقف تھے، وہ سکھوں اور انگریزوں کے عہد میں ان کے ہم نوا اور ہندوؤں کے بڑھتے اثرات کو قائم کرنے میں ان کے معاون ــ

جب مسلم لیگ کی حکومت آئی

* تو اُس کے قائدین کے سامنے سر جھکانے لگے،
* اور جیسے ہی ان کو موقع ملا انھوں نے بساطِ سیاست پر اپنا نقشہ جما لیا،
* اس طبقے نے نہایت چاپلوسی عیاری اور روباہ بازی سے کام لے کر مسلم لیگ اور حکومت پر اپنا تسلّط قائم کیا،

* اور مسلم لیگ کے اصلی کارکن جو پاکستان کے خالق اور پاکستانی عوام کے مزاج سے واقف تھے، منہ دیکھتے رہ گئے ــــ

* یعنی منیم مال و دولت کے مالک بن گئے ــــ اور

* مالک ان کے دستِ نگر ہو گئے ،

* گلچیں باغباں ہو گئے ــــ اور

* اصل باغبان صحنِ چمن میں تماشہ دیکھتے رہ گئے ،

قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے۔ کہ جن لوگوں نے تمام عمر راہ زنی کی مہارت میں صرف کی تھی۔ اب رہنما بن بیٹھے، اور قوم کے رہنما خود اپنی بنائی ہوئی جماعت اور اپنے حاصل کئے ہوئے ملک میں بیگانے ہو کر رہ گئے ، ؎

نیرنگئ سیاستِ دوراں تو دیکھئے!

منزل انھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

مسلم لیگی کارکنوں نے ان حالات کو بھی گوارا کیا۔ انھوں نے سوچا کہ اگر یہ لوگ جن کو نشتر صاحب کی زبان میں ابوسفیانی مسلم لیگی کہنا بالکل صحیح ہے۔ ملک اور معاشرے کی خدمت حکومت اور مسلم لیگ پر قابض ہو کر کر سکیں تو

ع چشم ما روشن دل ما شاد

لیکن

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

انھوں نے پانچ سال کے عرصے میں مسلم لیگ کے پیرہن کو تار تار کر دیا۔ قوم کو باہمی اختلاف و انتشار کا شکار بنا دیا۔ اور ملک کو ایسی دلدل میں پھنسا دیا کہ اس کا کسی کو تصور بھی نہ تھا۔ مسلم لیگ نے جس انداز سے مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازے کو اکٹھا کر کے اینگلو ہندو سازشوں کو ختم کیا تھا۔ اور پاکستان حاصل کیا تھا۔ وہ دنیا کی

سیاسی تاریخ میں ایک معجزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر حصول پاکستان کے بعد چار سال کے قلیل عرصے میں پاکستان کو بین الاقوامی سیاست کی جس منزل پہ لاکر کھڑا کردیا تھا وہ آج تک دوستوں اور دشمنوں کے لئے باعثِ حیرت ہے۔ جس ملک کی اقتصادی بقا پر برطانیہ کے مشہور اقتصادی مشیروں نے ۱۹۴۶ء میں کیبنٹ مشن کی تجاویز کے وقت سخت شبہات کا اظہار کیا تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے پہلے ہی سال میں اپنی اقتصادی اور مالی کامیابی کا اعلان کردیا، اور اس کو تمام دُنیا نے اس وقت تسلیم کرلیا۔ جبکہ انگلستان نے اپنے پاونڈ کی قیمت کم کی۔ مگر پاکستان نے اپنے روپے کی مالیت کم کرنے سے انکار کردیا، جس کو ہندوستان نے مجبوراً اپنی تمام کوششوں کے باوجود ۱۹۵۱ء میں تسلیم کرلیا،

پاکستان اس دور میں نہ صرف غذائی حیثیت سے خود مکتفی ہوگیا۔ بلکہ دوسرے ممالک کو بھی یہاں کے غلّہ کی برآمد ہونے لگی تھی، ۱۹۴۷ء میں پاکستانی حکومت کے دفتروں میں نہ میزیں تھیں نہ کرسیاں، نہ کاغذ نہ روشنائی، نہ کوئی منظم فوج تھی۔ غرضیکہ اس کو اپنی زندگی کے ہر پہلو میں ابتدائی نقطہ سے آغاز سفر کرنا پڑا۔ لیکن قوم کی یک جہتی اور مسلم لیگ کی قیادت نے چند سالوں میں اس کو دُنیا کی نظروں کا تارا بنادیا اور اس کو بین الاقوامی صفوں کی اوّل صف میں لاکر کھڑا کردیا،

مگر افسوس ابھی سفر کی چند منزلیں ہی طے ہوئی تھیں، ابھی کاشتکاروں اور مزدوروں کی اصلاح کے پروگراموں کا خاکہ ہی بننے پایا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں کاشتکاروں کے حقوق کے لئے جو رپورٹ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے منظور کی تھی۔ ابھی اس کی ابتدائی شقوں سے متعلق اقدامات ہونے ہی پائے تھے، ابھی اسلامی نظام کے قیام کے منصوبے ہی تیار ہورہے تھے کہ اغیار نے مسلم لیگ پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اور ان کے آتے ہی ملک کا نقشہ بدلنا شروع ہوگیا۔ سب سے پہلے مسلم لیگ کو بے جان اور

بے آواز کیا گیا، اور جب ادارے میں یونینسٹ اور کانگریسی مسلمان پاکستان سے پہلے ناکام ہو چکے تھے، اب بآسانی وہ کام ان کے ہاتھوں کچھ عرصے کے لئے انجام پاگیا، پھر انھوں نے ہر جمہوری تصوّر پر وار کیا، اور وزارتوں کے ختم کرنے اور بنانے میں جس آمرانہ طریق پر کاربند ہو کر انھوں نے ملک کی سیاست کو گندہ کیا، اور اس نے ملک کے اندر سازشوں کے دروازے کھولدیئے اور بیرونی دنیا میں پاکستان کی ساتھ ختم کردی.

- ملک میں افلاس کا دور دورہ ہو گیا،
- کاشتکاروں کے حقوق کو پھر علے الاعلان تلف کیا جانے لگا،

اور

- زمینداروں اور سرمایہ داروں کے غلبے نے ناداری اور بے روزگاری کی راہیں کھول دیں ـــــ اور
- خارجی حکمت عملی کو مغربی طاقتوں کے تابع کر دیا،
- امریکہ اور انگلستان کی بے جا خوشامد اور دریوزہ گری شروع ہو گئی،

غرضیکہ وہ تمام کام جو مسلم لیگ نے ابتدائی چار سالوں میں کیا تھا ان لوگوں نے ختم کر کے رکھ دیا.

ان حالات کو پرانے مسلم لیگی کب تک برداشت کر سکتے تھے، وہ یہ تو نہ چاہتے تھے کہ ملک کی فوج اور پولیس کے ساتھ متصادم ہو کر ملک میں خانہ جنگی کے شعلے بھڑکانے جائیں. پہلے کچھ دنوں تک انھوں نے خاموشی سے حالات کا انتظار کیا. پھر عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے. اور آئینی طریقوں سے ان کا مقابلہ کیا. اور آخر کار ۲۹ جنوری سنہ ۵۶ء کو ان کے چنگل سے مسلم لیگ کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے.

اگر مسلم لیگ کے پرانے کارکن حکومت اور وزادت کو ہی اپنا نصب العین سمجھتے

تو مرکز اور مغربی پاکستان میں وہ وزارتوں سے چمٹے رہ سکتے تھے۔ لیکن اُصولوں سے سمجھوتہ کرنے کے بجائے انھوں نے اپوزیشن میں بیٹھنے کی صحیح راہ اختیار کی۔ وزارت ان سے چھینی نہیں گئی۔ بلکہ انھوں نے جان بوجھ کر دونوں جگہ نہ صرف ایسی وزارت کو ٹھکرا دیا جس سے جماعت اور ملک کی تباہی ہوتی۔ بلکہ ان وزرا کو بھی نکال باہر کیا۔ جنھوں نے جماعتی نظام کی خلاف ورزی کی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ:

مسلم لیگ نے ویسٹ پاکستان میں ڈاکٹر خانصاحب کی قیادت کو مسترد کر کے اور ان کے ماتحت وزارت کی تشکیل کرنے کے بجائے اپوزیشن میں بیٹھنے کو ترجیح دے کر اور پھر مرکز میں ری پبلکن پارٹی کے ساتھ مخلوط وزارت کو ٹھکرا کر اُصول پرستی کا جو مظاہرہ کیا ہے اُس نے نہ صرف مسلم لیگ کو ایک زندہ، فعال اور با اصول جماعت بنا دیا ہے۔ بلکہ ملک میں جمہوری اقدار اور صحیح سیاسی تصوّرات کو بحال کر دیا ہے۔

برادرانِ کرام! میں اس اجمال کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، جس طرح ری پبلکن پارٹی کی بنیاد مغربی پاکستان اور مرکزی اسمبلی میں ڈالی گئی۔ اور مسلم لیگ پارٹی کو ختم کرنے کی سازش کی گئی۔ وہ سب کچھ ہمارے ذہنوں میں محفوظ ہے ع

وقت برہنہ گفتن است من بہ کنایہ گفتہ ام

مغربی پاکستان کی مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا ۳ اپریل سنہ ۵۶ء کا فیصلہ اس ملک میں جمہوری روایات کے قیام میں سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں نہایت واضح اور واشگاف الفاظ میں اعلان کیا گیا کہ مسلم لیگ کسی ایسے شخص کی قیادت کو تسلیم

نہیں کر سکتی. جو پاکستان کے بنیادی تصوّرات کا دشمن، ہندوستان کے سیاسی لیڈروں کا اطاعت شعار اور پختونستان اور دوسرے پاکستان دشمن عناصر کی تقویت کا باعث ہو. اور جس کا "حال" اس کے ماضی کی طرح داغدار ہو.

مسلم لیگ کا یہ اعلان ان لوگوں کے لئے موت کا ایک پیام تھا. جنھوں نے اس جماعت کو محض اپنے عزّ و جاہ کے حصول کے لئے ایک سیڑھی کے طور پر استعمال کیا تھا. اور جنھوں نے اس جماعت میں بھان متی کے کنبے کی طرح متضاد عناصر کو صرف اس لئے جمع کر دیا تھا کہ ان کی چودھراہٹ جمی رہے، یہ عناصر اس بات کے لئے تیّار نہیں تھے کہ مسلم لیگ ایک زندہ و فعال جماعت کی حیثیت سے پھر کام کرتی.

★ چنانچہ انھوں نے راتوں رات ایک سازش کی اور ایک کٹھ پتلی پارٹی قائم کر کے اپنی محسن جماعت کے مقابلے میں ڈٹ گئے —

یہ ایک المناک حادثہ ہے کہ

★ جن لوگوں کو عوام نے مسلم لیگ کے ٹکٹ پہ اپنا نمائندہ بنا کر مغربی پاکستان اسمبلی میں بھیجا تھا. انھوں نے عوام کے ساتھ غدّاری کی اور محلاتی سازش کا شکار ہو گئے. اور وہ لوگ جو ابھی تک مسلم لیگی تھے محض وزارتوں کی لالچ میں ساڑھے گیارہ بجے چپکے سے وزارت کا حلف وفاداری اٹھا لئے!

ری پبلکن پارٹی میں جانے والے مسلم لیگی ارکان نے جس اخلاق باختگی بے اصولی اور ہوس اقتدار کا مظاہرہ کیا اس کی مثال کسی دوسرے ملک کی سیاسی پارٹیوں کی تاریخ میں شاید ہی نظر آئے؛

مجھے سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام سازشوں کے جال پھیلانے والے وہ لوگ تھے جن کا کام آئین کی حفاظت اور جن کا فرض ملک میں اتحاد اور استحکام قائم کرنا تھا۔ اور کسی سیاسی جماعت سے وابستگی جن کے لئے آئین کی رو سے ممنوع تھی، صدر مملکت مسٹر سکندر مرزا اور گورنر ویسٹ پاکستان مسٹر گورمانی نے جسطرح ملک میں انتشار پھیلانے کی خاطر ری پبلکن پارٹی کی "مسجد ضرار" تعمیر کی ہے اس کو مسلمان کبھی فراموش نہیں کر سکتے، یہ دونوں بزرگ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اور جماعتی حلف نامہ پر دستخط کر کے دستور ساز اسمبلی میں گئے تھے۔ پھر اپنے عہدے حاصل کر کے اسی جماعت کے خلاف انھوں نے جن ہتھیاروں کو استعمال کیا۔ اور جن ہتھکنڈوں کے ذریعے اسمبلی کے ارکان کو ورغلا کر، خرید کر اور ڈرا دھمکا کر اپنی گھڑی ہوئی ٹولی کو قوم پر مسلّط کیا، اس سے نہ صرف ان کی جاہ طلبی اور خود غرضی ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ان کی تنگ نظری اور کوتاہ فہمی کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے،

- عارضی مدّت اور چند دنوں کے عہدوں کے لئے انھوں نے ہمیشہ کیلئے خود کو قوم کی نظروں سے گرا دیا،
- ان کا نوزائیدہ بچہ "ری پبلکن" اپنی ولادت کے ساتھ ہی یتیم اور لاوارث نظر آتا ہے اس کی تخلیق تو پہلے ہی غیر فطری تھی۔ اس کو عوام نے کبھی جنم نہ دیا تھا۔ پھر پرورش کیسے ہوتی اور کون کرتا؟

ان نیچرل طریقوں سے پیدا کئے ہوئے جسم کو کتنی دیر تک زندہ رکھا جا سکتا ہے؟

جنابِ والا!

ری پبلکن پارٹی کے خالقوں کا خیال تو یہ تھا کہ اپوزیشن میں آتے ہی مسلم لیگ اپنی موت خود مر جائے گی۔ اور یہ لوگ جس جماعت پر بھی حکومت کا لیبل لگا دیں گے چلتی رہے گی۔ لیکن ع

حذا شرّے برانگیزد کہ خیر ما درآں باشد

یہاں معاملہ اُلٹا ہوا، خود غرض اور جاہ پرست لوگ جیسے ہی باہر نکلے اور قوم کی محبوب جماعت جیسے ہی اپنے پرانے کارکنوں کے پاس واپس آئی، ان کی پُرانی شان چشم زدن میں عود کر آئی۔ اور عوام اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ آج حالت یہ ہے کہ ملک کے گوشے گوشے سے "مسلم لیگ زندہ باد" کی آوازیں اسی طرح آ رہی ہیں جیسے کہ تقسیم ملک سے فوراً قبل آتی تھیں۔ اور یہ عظیم الشان اجتماع ۱۹۴۶ء کے دہلی کے آل انڈیا مسلم لیگ کنونشن کی یاد دلا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی اُمیدوں کے بجھے ہوئے چراغ پھر ٹمٹما اُٹھے ہیں ــــ

لیکن

جنابِ والا! مُسلم لیگ کی تنظیم اس وقت تک نامکمل رہے گی۔ جب تک ہم قوم کے سامنے اپنا ایک واضح لائحہ عمل پیش نہیں کرتے۔ ضرورت اِس کی ہے۔ کہ ہم ان تمام خطوط کو اجاگر کر دیں۔ جن پر ہم کو آئندہ اپنے معاشرے کی تشکیل کرنی ہے۔ جب تک ملک سے ناداری، افلاس، جہالت اور بیماری کا خاتمہ نہیں ہوتا ہمارا اسلامی اسٹیٹ کے قیام کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسلام کے اصولوں کی روشنی میں ہم معاشی عدل اور معاشرتی مساوات قائم نہیں کرتے

چاہتا. ملک کے اخبارات اور رسائل اس پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں. آپ کی تنظیمی کمیٹی اس موضوع پہ خان عبدالوحید خان صاحب کا لکھا ہوا ایک مدلّل اور مفصّل مقالہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کر چکی ہے۔

یہ آپ سب جانتے ہیں۔ کہ عوامی لیگ اور ری پبلکن پارٹی نے مشرقی پاکستان کے ہندو ارکان اسمبلی کے ساتھ مل کر پاکستان کے ایک بنیادی نظریئے پر کس طرح ضرب کاری لگائی۔ مجھے یہاں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ پاکستان کا مطالبہ ہی اس اساس پہ کیا گیا تھا۔ کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں. قائدِاعظمؒ نے بارہا اس امر کا واشگاف الفاظ میں اعلان کیا تھا. کہ مسلمانوں کی زبان، مسلمانوں کا ادب، مسلمانوں کی تہذیب، مسلمانوں کا فنِ تعمیر، مسلمانوں کی ثقافت، غرضیکہ مسلمانوں کی ہر چیز الگ ہے اور اس لئے وہ ہندوؤں سے الگ قوم ہیں، لیکن ۱۹۵۶ء میں عوامی ری پبلکن کولیشن کو اچانک یہ الہام ہوا کہ قائدِاعظمؒ کا یہ فرمان غلط تھا۔

- ۱۹۴۷ء میں جو صحیح تھا اب غلط ہو چکا ہے،
- مسلمان مسلمان نہیں رہے ہیں —— یا
- ہندو ہندو نہیں رہے بلکہ سب ایک قوم بن گئے ہیں،
- ان پہ اچانک یہ عقدہ کھلا کہ پاکستان کا مطالبہ غلط بنیادوں پہ کیا گیا تھا.
- ان پر ۹ سال کے بعد اچانک یہ بات منکشف ہوئی کہ پاکستان ہندو اور مسلمان میں بٹ کر زندہ نہیں رہ سکتا،

لہٰذا

انھوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر ملک کے لئے ایک ایسا طریقۂ انتخاب منظور کیا۔ جو اپنے دور رس نتائج کے اعتبار سے

پاکستان کے حق میں زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتا ہے،

* مشرقی پاکستان میں مخلوط طریقہ انتخاب کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مشرقی پاکستان سے جو لوگ منتخب ہوکر قومی اسمبلی میں آئیں گے وہ ایک الگ قومی نظریے کے علمبردار ہوں گے اور

مغربی پاکستان کے لوگ ایک الگ قومی نظریے کے حامی۔ مغربی پاکستان کے نمائندے کلی طور پر مسلمانوں کے نمائندہ ہوں گے۔ اور مشرقی پاکستان کے نمائندے ہندو اور مسلمان دونوں کے ظاہر ہے کہ مشرقی پاکستان کا ہندو صرف اس مسلمان کو ووٹ دیگا، جو ہندو قوم کے مفادات کی حفاظت کرنے کی طرف مائل نظر آئے گا۔ اس طرح ہندو قوم پہلے مشرقی پاکستان اور پھر پورے پاکستان کی سیاست کو متاثر کرے گی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ امریکہ کے دولت مند یہود کا امریکی سیاست پر جو اثر ہے وہی اثر پاکستان کی سیاست پر ہندو سیٹھوں اور مارواڑیوں کا ہو جائے گا۔

یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کا ناسور، اسرائیل امریکہ کے ڈیڑھ کروڑ دولت مند یہودیوں کے اثر و رسوخ کے باعث ہی معرضِ وجود میں آیا۔ اور انھیں کے دم قدم سے قائم ہے۔

کیا ہم پاکستانی ہندوؤں کو یہی پوزیشن دے کر پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟

آزادانہ انتخاب

مندوبین کرام! میں ایک اور مسئلہ کی جانب آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مغربی پاکستان کے . . . . . . وزیرِ اعلیٰ

ڈاکٹر خان صاحب بار بار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مغربی پاکستان میں منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخاب کرائیں گے۔ وہ یہ دعویٰ کچھ اس انداز سے کہتے ہیں گویا کہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات صرف وہی کرا سکتے ہیں۔ یا اس پر صرف انہیں کی اجارہ داری ہے۔ کوئی دوسری جماعت اس کی اہلیت نہیں رکھتی۔ لیکن مغربی پاکستان اسمبلی میں اسپیکر کے انتخاب میں جس دھاندلی سے کام لیا گیا۔ اس کو تو نظر انداز کیجئے۔ لیکن لائلپور اور راولپنڈی میں لوکل باڈیز اور پھر ہزارہ کے قبائلی علاقے کے انتخاب میں جس اندھیر نگری کا مظاہرہ کیا گیا۔ وہ ڈاکٹر خانصاحب کے دعوؤں کے کھوکھلے پن اور ڈھونگ کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے۔ ڈاکٹر خانصاحب اور ان کے ساتھی محض عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔ اصل میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخاب کرانے کا سرے سے ان کا منشا ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ انھوں نے برسر اقتدار آنے کے بعد یکے بعد دیگرے جو قلابازیاں کھائی ہیں۔ اور قدم قدم پر عوام کی خواہشات سے جس طرح غدّاری کی ہے۔ اس کے پیشِ نظر اگر انھوں نے آزاد اور غیر جانبدارانہ انتخاب کرانے کی جسارت کی تو عوام ان کے خلاف ووٹ دیں گے۔ اور ان کے اقتدار کا محل دھڑام سے زمین پر آ رہے گا۔

★ اِس لئے وہ جھوٹے اور دلفریب نعروں سے لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ

جمہوریت کے علمبردار ہیں؛

اِس لئے خواہ وہ کیسی ہی بدعنوانیاں کریں ان کو درگذر کر دیا جائے؛

چند ماہ کی بات ہے کہ

لاہور میں لوکل باڈیز سمینار نے رائے دہندگان کی شناخت کے بارے میں چند اہم سفارشات کی تھیں۔ ان میں ایک سفارش رائے دہندگان کے کاروباری پتوں کی بجائے رہائشی پتوں اور شناخت کے کارڈ کا طریقہ رائج کرنے سے متعلق بھی تھی۔ لاہور کارپوریشن نے بعد ازاں یہ فیصلہ کیا کہ وہ لاہور کے رائے دہندگان کے لئے شناخت کارڈ کی جن پر رائے دہندگان کی تصویر بھی ہوگی، تیاری کے لئے ۶۰ ہزار روپے خرچ کرے گی۔ چنانچہ اس سکیم کے مطابق کام شروع ہوا۔ اور کچھ فہرستیں اسی اسکیم کے مطابق تیار ہوئیں۔ لیکن بعد میں مغربی پاکستان کی ری پبلکن حکومت نے کوئی وجہ بتائے بغیر یہ سلسلہ منقطع کر دیا۔

وجہ اس کی صاف ظاہر ہے۔ اس سے بوگس رائے دہندگان کی راہ میں ایک زبردست رکاوٹ پیدا ہو جاتی! ورنام نہاد جمہوریت پرست ڈاکٹر خان یہ نہیں چاہتے۔ کہ بوگس ووٹوں کے استعمال کی راہ مسدود کی جائے۔

★ چنانچہ انھوں نے انتخاب میں ناجائز ووٹ حاصل کرنے کا راستہ کھلا رکھا، ——— اور

★ سمینار کی سفارشات کو ردی کاغذ سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ری پبلکن پارٹی کے ارادے کیا ھیں؟ اور وہ کس طرح کے آزاد اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرانا چاہتی ہے۔

اس سلسلہ میں ہم کو انتخابی کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں یہ مطالبہ کرنا چاہئے ——— کہ

● ہر ووٹر کو شناختی کارڈ جن میں کم از کم مردوں کے فوٹو ثبت ہوں دیئے جائیں ——— نیز

- حتی الامکان عام انتخابات کے وقت ہر جگہ ایک دن انتخابات کرائے جائیں
- الیکشن ٹریبونل کا تقرر انتخابات سے قبل ہو جانا چاہیئے۔
- اور بجائے حکومت کے یہ تقرر ہائی کورٹ کی طرف سے عمل میں آنا چاہیئے

یہ عجیب بات ہے کہ

ہم نے آزاد قبائل کو مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کے حقوق تو دے دیئے ہیں۔ لیکن ان کے انتخابات کے لئے ملک بھر سے علیحدہ انتخابی طریقہ جاری کیا ہے جس کی رُو سے جرگے کے چند افراد جو زیادہ تر حکومت کے وظیفہ خوار ہوتے ہیں۔ بل کر اپنے نمائندے منتخب کر لیتے ہیں۔

اگر ہم آزاد قبائل کے لوگوں کو جمہوری حقوق دے رہے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کو بالغ رائے دہندگی کی بنا پر اپنے نمائندے منتخب کرنے کے حقوق نہ دیئے جائیں۔ یہ تو نامزدگی کی ہی ایک شکل ہے کہ جس کو حکومت کے نمائندوں نے اپنی آسانی کے لئے بنایا ہے۔

عام انتخابات سے قبل نیشنل اسمبلی میں اِن مقاصد کے حصول کے لئے ضروری ترمیمات کا مطالبہ ضروری ہے!

مسئلہ کشمیر

جنابِ والا! کشمیر کا مسئلہ ایک خطرناک موڑ پر پہنچ گیا ہے۔ ہندوستان نے کشمیر میں آزادانہ اور منصفانہ رائے شماری کے ذریعے ریاست کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے سارے دعوؤں کو پس پشت ڈال کر اپنے پٹھو بخشی غلام محمد اور مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد آئین ساز اسمبلی سے ریاست کے ہندوستان میں شمولیت کے حق میں منظوری حاصل کرلی ہے۔

★ ہندوستان نے اس طرح نہ صرف بین الاقوامی عہد و پیمان کو توڑا ہے بلکہ اقوامِ متحدہ کے فیصلوں کا مذاق بھی اڑایا ہے —

یہ صورت حال مسلمانانِ پاکستان کے لئے ہرگز قابلِ قبول نہیں ہے۔ پاکستان کشمیر کے مسلمانوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ اپنی مرضی سے کرنے کا حق دلانے کا عہد کرچکا ہے۔ ہم اپنے عہد پر آج بھی قائم ہیں۔ مسلمانانِ پاکستان کو جماعتی سیاست سے علیحدہ ہوکر اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ اور ایسے طریقوں کا کھوج لگانا چاہئے جن سے کہ کشمیر کے مسلمان آزادی سے بہرہ ور ہوسکیں۔ پاکستان اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ کشمیر کے لوگوں کو یہ موقع دیا جائے

کہ وہ آزادی کے ساتھ یہ فیصلہ کرلیں کہ

وہ ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

یا پاکستان کے —

ھندوستان اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ اگر اس نے آزادانہ رائے شماری کرائی تو کشمیریوں کی زبردست اکثریت پاکستان سے الحاق کے حق میں رائے دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان نے اپنے مقبوضہ علاقے میں آئین ساز اسمبلی کا ڈھونگ رچا کر اپنے زرخرید لوگوں کے ذریعے ریاست کو ہندوستان میں شامل کرانے کا فیصلہ کرالیا۔

- اگر ہندوستان واقعی یہ سمجھتا ہے کہ کشمیر کے لوگوں کی اکثریت اس کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ تو وہ ریاست میں آزادانہ استصواب کرانے سے گریز کیوں کرتا ہے؟

ہم اقوامِ متحدہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

- وہ کشمیر پر ہندوستان کے غاصبانہ قبضے کو روکنے کے لئے مصر کی طرح اپنی فوج بھیجے۔
- ورنہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات جو پہلے ہی خراب ہیں اور زیادہ بگڑ جائیں گے،

ان ملکی اور غیر ملکی حالات کے پیشِ نظر ملک میں فوجی تربیت کی اشد ضرورت پیدا ہوگئی ہے!

حالات کا تقاضا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں فی الفور فوجی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ اور رفتہ رفتہ عام "فوجی تربیت" کا پروگرام مرتب کیا جائے۔ اس کے علاوہ مسلم لیگ کے آہنی بازو مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی

کی از سرِ نو تنظیم کی جائے اور اس پر مزدوری توجہ دی جائے۔ تاکہ مسلم لیگ مضبوط ہو سکے۔

آخر میں

میں اپنی اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کے بے لوث عملی تعاون سے مغربی پاکستان ورکرز کانفرنس کے انعقاد میں مدد ملی ــــ

مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سالار و رضاکاران کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے نہایت جانفشانی و تن دہی سے اس اہم کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا، مجھے اُمید ہے کہ وہ آئندہ بھی جماعتی کاموں میں اسی طرح بڑھ کر حصّہ لیتے رہیں گے۔

مجھے اُمید ہے کہ کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں اگر کسی دوست یا کارکن کو کوئی فروگذاشت نظر آئے۔ تو وہ اسے نظرانداز کر دیں گے ؛

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ٥

پبلسٹی کمیٹی مغربی پاکستان مسلم لیگ ورکرز کانفرنس

کی طرف سے شائع کیا گیا

مطبوعہ :- اُردو پریس ۔ لاہور

کتبہ : ایس ۔ حامد علی ۔ لاہور